Al-Qawārīr - Vol: 04, Issue: 01,
Oct – Dec. 2022

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

خواتین کے حقوقِ مالیہ سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

Financial rights of women In the light of Sīrah alTayyaba

Dr. Asma Shahid
Lecturer, Government Associate College Shujabad, Multan.
Dr. Fariha Anjum
Lecturer,Lahore College for women university, Lahore

Version of Record
Received: 02-Oct-22 **Accepted**: 10-Nov-22
Online/Print: 28-Dec-2022

ABSTRACT

Islam is the guardian of the brilliant traditions of feminism. Islam not only recognized the religious, social, legal, constitutional, political and administrative status of women, but also provided guarantees for all her rights. The arrival of Islam was a message of freedom for women from the bonds of slavery, humiliation and oppression. In the Islamic society, women play an active role in the social, political and administrative fields due to the blessings of the rights granted by Islam, leading the society towards the higher goals of development However, it is a tragedy that women have to face social pressure on the basis of gender while playing different roles if a woman as a mother, sister, daughter, and wife contributes her own contribution to earnings, than the other members of the house should be her helpers. While the situation is the opposite, the man will only work and while the woman will also be a good housewife along with the job, the midwife of the children and the complete organization of the household is the duty of the woman only. How can this social pressure be reduced on women? And how can we correct this attitude based on gender discrimination in the light of Sirat Tayyaba? This will be discussed in the present paper. Narrative and analytical research methods will be used in the collection and analysis of the material.

Keywords: Financial rights. Women,Gender discrimination, Prophet's life.

تمہید

اسلام سے قبل عورت کو کوئی حیثیت حاصل نہ تھی۔ معاشرے میں اسے کوئی اہمیت نہ دی جاتی تھی۔ بیٹی کو پیدا ہوتے ہی دفن کر دیا جاتا تھا۔ اسے بوجھ سمجھا جاتا تھا۔ اسے وراثت میں حصہ دینے کا کوئی تصور نہیں تھا۔ عورت کو عیش و عشرت کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا عورت کا کوئی ذاتی گھر نہیں تھا، نہ عورت کی بات کی اہمیت تھی نہ اس کی بات کو سنجیدہ لیا جاتا تھا۔ ماں بہن اور بیوی کی صورت میں بھی عورت کی کوئی قدر نہ تھی بیوی کی کوئی تعداد مقرر نہ تھی۔ باپ کے فوت ہوتے ہی ماؤں کو وراثت کی طرح بیٹوں میں بانٹ دیا جاتا تھا۔ جہالت میں عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھا جاتا تھا۔ عورت کو معاشرے میں کوئی حق حاصل نہ تھا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

> **"واللہ ان کنا فی الجاھلیة ما نعبد للنساء امرا حتی انزل اللہ فیھن ما انزل وقسم لھن ما قسم** [1]
>
> بخدا ہم دور جاہلیت میں عورتوں کو کوئی حثیت نہ دیتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اپنی ہدایات نازل کیں اور ان کے لیے جو کچھ حصہ مقرر کرنا تھا کر دیا۔

عورت روز اول سے حقیر سمجھی جاتی رہی اور اس کی کوئی وقعت نہ تھی۔ شوہر کو اپنی بیوی سے سخت سے سخت خدمت لینے کی مارنے اور قتل کرنے کا بھی اختیار تھا یونان نے اپنے علم وفلسفہ میں انتہائی ترقی کی مگر اس کی تہذیب میں بھی عورت کی کوئی حیثیت نہ بن سکی بلکہ رنڈیوں کی عزت گھر والیوں سے زیادہ سمجھی جاتی تھی۔ ایران میں بلند اقتدار کے باوجود عورت کی حیثیت ایک کنیز سے بہتر نہ تھی۔ ہندوستان کو اپنے قدیم تمدن پر ناز تھا لیکن عورت کی حالت ناگفتہ بہ تھی روحانی ترقی تو در کنار شوہر کے مرنے پر عورت کو عقدِ ثانی کی اجازت بھی نہ تھی اور نہ ہی اسے جائیداد کا ترکہ ملتا تھا شوہر کے مرنے پر اس کی نعش کے ساتھ عورت کو بھی زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ مغربی تہذیب انتہائی بلندیوں پر پہنچی مگر عورت بچپن میں باپ کے نام سے اور جوانی میں شوہر کے نام سے منسوب رہی وراثت میں تو در کنار خود اپنی کمائی میں اس کا حصہ نہ تھا نہ ہی عورت اس سے فائدہ اٹھا سکتی تھی ہر مذہب میں عورت کے خلاف تشدد روا رکھا اور دنیا میں اس کثیر تعداد مخلوق کو روٹی کپڑے کے سوا کسی نے بھی کوئی حق نہ دیا اور سب اسے پامال کرتے رہے۔[2]

اسلام میں عورت کا مقام

اسلام باران رحمت بن کر آیا اور اس نے عورت کی مظلومیت اور محکومیت کے خلاف صدا بلند کی۔ عورت کے حقوق کو تحفظ فراہم کیا، اسے وہ عزت اور احترام دیا ہے جو اس سے پہلے کسی مذہب میں نہ دیا گیا تھا۔ عورت کی عزت کی حفاظت کے لیے اسے

گھر عطا کیا گیا اورقرن فی بیوتکن[3] کہہ کر اسے گھر کی چار دیواری میں رفعت وعظمت بخشی۔ماں کے روپ کو سب سے بلند اور اونچے درجے پر فائز کیا ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ[4]

ہم نے انسان کو تاکید کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑوایا، ہم نے حکم دیا کہ ہمارا حکم بجالاؤ اور اپنے والدین کا بھی شکر ادا کرو۔ میری طرف ہی تجھے لوٹنا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا[5] اور ہم نے انسان کو وصیت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے۔اس کی ماں نے تکلیف اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور تکلیف اٹھا کر اسے جنا۔اس کے حمل اور دودھ چھڑوانے میں تیس مہینے لگ گئے۔رسول اللہ ﷺ نے ماں کے قدموں کو سعادت[6] اور اس کے ہونٹوں سے نکلی دعاؤں کو فلاح وکامیابی کا خزینہ قرار دیا۔بحیثیت ماں عورت کو مرد پر فوقیت بخشی اور ماں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید تین مرتبہ فرمائی[7]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: «أُمُّكَ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ أُمُّكَ» قَالَ: " ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ أُمُّكَ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ أَبُوكَ» وَفِي حَدِيثِ قُتَيْبَةَ: مَنْ أَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِي وَلَمْ يَذْكُرِ النَّاسَ[8]

ارشادات نبوی ﷺ میں ماؤں کی نافرمانی حرام ٹھرائی گئی۔[9]بیٹی کو جنت کا نعم البدل[10] اللہ کی رحمت قرار دیا گیا ہے۔یا بہن کے روپ میں غمگسار ہمدرد ہمنوا بنایا گیا اور بیوی کو بہت مقام دیا۔آپ نبی کریم ﷺ نے بیوی کے وقار اور اس کی قدر و منزلت کو بڑھانے کے لیے اس کے ساتھ حسن سلوک اور اس کی دلجوئی وخبر گیری کو ایک شوہر کی خوبی اور شرافت کا معیار قرار دیا گیا ہے:أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِنِسَائِهِمْ[11] ایمان والوں میں سب سے کامل اس شخص کا ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور تم میں بہتر لوگ وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہوں۔

اسلام نے عورت کے ہر روپ کو پاکیزگی اور رفعت عطا کی ہے حتی کہ بے سہارا عورتوں کو بھی بے یارو مددگار نہیں چھوڑا گیا، انہیں بھی عام لوگوں کی طرح ضروریات زندگی مہیا کرنے کے لیے معاشرہ کو پابند کیا ہے۔ اسلام نے عورت کے حقوق مالیہ کی حفاظت کی ہے۔ عورت کے نان نفقہ پورا کرنے کے لیے مرد کو پابند کیا، میراث میں عورت کے لیے باقاعدہ حصے مقرر کیے، حق مہر کو خالصتاً عورت کا استحقاق ٹھہرایا، رضاعت کے معاوضہ کی ادائیگی کا دستور بنایا، کسب معاش کا اپنی حدود کا پاس رکھتے ہوئے اختیار دیا۔ عورت کے مالیاتی حقوق کے تحفظ کے لیے سیرت طیبہ کی روشنی میں عملی مثالیں موجود ہے۔

عورت کا وراثت و جائیداد میں حصہ

اسلام سے قبل عورتوں کے لیے وراثت میں سے حصہ پانے کا تصور بھی نہ تھا بلکہ عورتوں کو حصہ دینے کی بجائے لوگ خود ان کو مال وراثت سمجھ کر ان پر قابض ہو جایا کرتے تھے فرمان باری تعالیٰ ہے:

يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا[12]

اے اہل ایمان تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ

عورتوں کو ان کی میراث کا حق دلانے کے لیے رب تعالیٰ نے آیات میراث نازل فرمائی۔ مفسرین آیات میراث کا سبب نزول یہ نقل کرتے ہیں کہ "نبی اکرم ﷺ کے عہد میں ایک صحابی حضرت اوس بن ثابت کا انتقال ہوا انہوں نے دو لڑکیاں اور ایک نابالغ لڑکا اور ایک بیوی وارث چھوڑی مگر عرب کے قدیم دستور کے مطابق ان کے دو چچا زاد بھائیوں نے آکر مرحوم کے پورے مال پر قبضہ کر لیا اولاد اور بیوی میں سے کسی کو بھی کچھ نہ دیا کیونکہ ان کے نزدیک عورت مطلقاً مستحق وراثت نہ تھی خواہ بالغ ہو یا نابالغ اس لیے بیوی اور دونوں لڑکیاں تو محروم ہو گئیں لڑکا بوجہ نابالغ ہونے کہ محروم کر دیا گیا لہذا پورے مال کے وارث دونوں چچا زاد بھائی ہو گئے۔ حضرت اوس بن ثابت کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی اور اپنے بچوں کی بے کسی اور محرومی کی شکایت کی اس وقت تک چونکہ قرآن مجید میں آیات میراث نازل نہیں ہوئی تھی چنانچہ نبی کریم ﷺ نے جواب دینے میں توقف کیا چنانچہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی.[13] لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا[14] مردوں کے لئے حصہ ہے اس مال میں سے جو چھوڑ گئے والدین اور قرابت والے اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے والدین اور قرابت والے ترکہ تھوڑا ہو یا بہت معین حصہ ہے۔ اسلام نے ماں، بہن، بیوی، بیٹی الغرض ہر کسی کا حصہ مقرر کیا ہے۔ ماں ذوی الفروض میں

شامل ہے وہ اپنے بیٹے یا بیٹی کی اصل جائیداد میں سے حصہ ضرور پائے گی اگرچہ افراد کی کیفیت مختلف ہونے سے حصہ کم و بیش ہو سکتا ہے

فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ [15]

اور اگر اس کی اولاد نہ ہو اور اس کے والدین اس کے وارث ہو تو اس کی ماں کو ایک تہائی حصہ ملے گا اور اگر متوفی کے کئی بھائی ہو تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔

بیوی اپنے شوہر کے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ پانے کی حقدار ہے اگر ایک سے زائد بیویاں ہو تو یہ آٹھواں حصہ ہی سب باہم تقسیم کرے گئیں۔ اور اگر آدمی بے اولاد مرے تو بیوی کا حصہ ایک چوتھائی بنتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ [16] اور ان بیویوں کا چوتھائی حصہ ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو اور اگر تمہاری اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے۔ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ [17] اگر کسی مرد کا انتقال ہو جائے جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا حصہ ہے پھر اگر دو بہنیں ہو تو ترکہ مین ان کا دو تہائی ہو گا، اگر بہن بھائی ہو تو مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے. اسلام میں والدین کے گھر سے بیٹی کو ایک حصہ اور بیٹے کو دو حصے جائیداد میں دینے کا حکم ہے۔ عورت کو شوہر کی طرف سے بھی حصہ ملنا ہوتا ہے۔ اولاد کی صورت میں بھی اولاد کے نہ ہونے کی صورت میں بھی اسلام نے عورت کو ہر طرف سے مالی لحاظ سے محفوظ بنایا ہے۔

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ [18]

اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں تاکید کرتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔ اگر عورتیں دو سے زیادہ ہوں تو ترکے میں انہیں دو تہائی ملے گا۔ اگر ایک عورت ہو گی تو اسے نصب ملے گا۔

اسلام نے عورت کو نہایت وسیع حقوق دے کر عورت کی اس حیثیت کو مضبوط کیا ہے۔ وہ اپنے نفقے کی خود مکلف نہیں بلکہ شادی سے پہلے اس کے تمام مصارف کی ذمہ داری باپ بھائی پر شادی کے بعد شوہر پر ڈالی گئی کہ وہ اس کا نفقہ خورد و نوش، لباس رہائش ادا کرے [19]

حق مہر

بیٹی کی شادی کے لیے کفوا کو مد نظر رکھنا ضرری ہے اور کفوا میں جہاں حسب نسب، دینداری حسن و جمال شامل ہے وہی مال و دولت میں کفوا کالحاظ رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ اگر اس سے صرف نظر بر تا جائے تو بیٹی کے لیے مسائل کا سلسلہ کھڑا ہو جاتا ہے تاہم ولی کے لیے لازم کیا گیا ہے کہ ہر لحاظ سے برابری کا بر تلاش کر کے بچی کا نکاح کیا جائے۔ نکاح کے لیے مہر مقرر کرنا ضروری ہے اور وہ کلیتاً عورت کا حق ہے وہ جس مقدار میں چاہے مقرر کروائے اور جیسے چاہے اسے خرچ کرے۔ حق مہر میں خاوند یا والدین کو تصرف کا حق حاصل نہیں ہے۔ مہر کو عورت سے جسمانی منفعت کا بدل قرار دیا گیا ہے قران کریم میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً[20]

ان کے سوا جتنی عورتیں انہیں اپنے اموال کے ذریعے حاصل کرنا تمہارے لیے حلال کر دیا گیا ہے۔ بشر طیکہ حصار نکاح میں ان کو محفوظ کرو پھر ازدواجی زندگی کا لطف تم ان سے اٹھاؤ اس کے بدلے تم ان کے مہر بطور فرض کے ادا کرو۔ مہر کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی ادائیگی لازمی ہے خواہ اس کا تعین نکاح کے وقت نہ ہو یا مرد اور عورت دونوں بوقت نکاح مہر نہ ہونے پر متفق ہو اس صورت میں نکاح تو درست ہو گا لیکن مرد پر مہر مثل فرض ہو گا۔ مہر کی ادئیگی میں چھوٹ کی ایک ہی سورت ہے اور وہ یہ کہ عورت از خود برضا رغبت اور بغیر کسی جبر و کراہ کے مہر معاف کر دے[21]

جب آپ مکہ واپس تشریف لائے اور حضرت خدیجہؓ نے اپنے مال میں ایسی امانت و برکت دیکھی جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اور ادھر ان کے غلام میسرہ نے آپ ﷺ کے شرین اخلاق بلند پایا کردار موضوع انداز، فکر راست گوئی اور امانت دارانہ طور طریقے کے متعلق اپنے مشاہدات بیان کیے تو حضرت خدیجہ کو اپنا گم گشتہ گوہر مطلوب دستیاب ہو گیا۔۔۔انہوں نے اپنے دل کی بات اپنی سہیلی نفیسہ بنت منبعہ سے کہی اور نفیسہ نے جا کر حضور ﷺ سے گفت و شنید کی آپ ﷺ راضی ہو گئے اور اپنے چچاؤں سے اس معاملے میں بات کی انہوں نے حضرت خدیجہ کے چچا سے بات کی اور شادی کا پیغام دیا اور اس کے بعد شادی ہو گئی نکاح میں بنی ہاشم اور روسائے مضر شریک تھے یہ ملک شام سے واپسی کے دو مہینے بعد کی بات ہے آپ ﷺ نے مہر میں بیس اونٹ دیئے اس وقت حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال تھی۔[22]

تمام ازواج مطہرات کا حق مہر پانچ سو درہم تھا[23] اور بعض روایات میں حضرت خدیجہ کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ سونا مقرر ہوا[24] حضرت ام حبیبہ بنت ابو سفیان بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں تو آپ اس وقت حبشہ میں تھیں آپ صلی وسلم کی طرف سے شاہ نجاشی نے چار سو درہم مہر ادا کیا۔[25]

ابن سعد کی دو روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مہر میں حضرت عائشہ صدیقہ کو مکان دیا تھا جس کی قیمت دس درہم تھی ابن اسحاق کی روایت ہے کہ چار سو درہم مہر مقرر ہوا تھا لیکن ابن سعد کی ایک روایت ہے جو خود حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ان کا مہر بارہ اوقیہ ایک نش تھا یعنی پانچ سو درہم جس کے قریباً سو روپے ہوئے[26]

امام مسلم نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کیا ہے انہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ سے عرض کی حضور اکرم ﷺ کتنا حق مہر ادا کرتے تھے آپ نے فرمایا آپ ﷺ اپنی ازواج کے مہر بارہ اوقیہ ایک نش حق مہر مقرر کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا جانتے ہو کہ ایک نش کیا ہے میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا نصف اوقیہ پانچ سو درہم بنتے ہیں[27]

حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علی سے کرنا چاہا تو ان سے پوچھا: "تمہارے پاس مہر میں دینے کے لیے کیا بولے کچھ نہیں آپ ﷺ نے فرمایا وہ حطمیہ ذرہ کیا ہوئی جو جنگِ بدر میں ہاتھ آئی تھی عرض کی وہ تو موجود ہے آپ نے فرمایا بس وہ کافی ہے[28] ابو یعلی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے حضور اکرم ﷺ کو سیدہ فاطمہ کے نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے اپنی ذرہ کو بیچا اور کچھ گھریلو سامان بیچا یہ کل ۴۸۰ دراہم بنے آپ ﷺ نے حکم دیا ان کے دو ثلث خوشبو اور ایک ثلث کپڑوں میں صرف کر دو۔[29]

آئمہ نے حضرت سہل بن سعد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں اپنا آپ، آپ ﷺ کو ھبہ کرنا چاہتی ہوں وہ کافی دیر کھڑی رہی ایک شخص اٹھا اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے تو آپ ﷺ اس کا نکاح میرے ساتھ کر دے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ ہے جو اسے بطور حق مہر دے اس نے عرض کی کہ میرے پاس تو صرف میرا یہ ازار ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے ایک عورت رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ آپ میرے بارے میں اپنا فیصلہ فرمالیں آپ ﷺ نے فرمایا اس عورت سے نکاح کون کرے گا ایک شخص اٹھا اس نے چادر اوڑھ رکھی تھی اپنی گردن پر اس کی گرہ لگا رکھی تھی آپ ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ ہے اس نے کہا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ پھر ایک دوسری عورت آئی اس نے کہا آپ میرے بارے

میں اپنا فیصلہ فرمالیں آپ ﷺ نے فرمایا کون اس عورت سے نکاح کرے گا پھر وہی شخص کھڑا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کچھ ہے اس نے کہا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ پھر تیسری عورت آئی اس نے کہا میرے بارے میں اپنا فیصلہ فرمالیں آپ ﷺ نے پوچھا اس عورت سے نکاح کون کرے گا پھر وہی شخص کھڑا ہوا آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس مال ہے اس نے کہا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا کیا قرآن پاک میں سے کچھ پڑھ سکتے ہو اس نے عرض کی ہاں سورہ بقرہ اور سورہ فصلٰت یاد ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں اس حق مہر پر تمہارا اس سے نکاح کرتا ہو۔ کہ تم اسے قرآن پڑھ کر سیکھاؤ اور اس کی تعلیم دو جب رب تعالیٰ تمہیں رزق عطا کرے تو اسے دے دینا۔[30]

مہر کی مقدار

مہر کی آخری حد کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔ جس قدر بھی فریقین کے درمیان طے ہو جائے جائز ہے۔ حضرت عمر کے عہد میں جب لوگوں نے زیادہ مہر مقرر کرنا شروع کر دیے تو حضرت عمر ممبر نبی پر چڑھے اور تین مرتبہ فرمایا:"عورتوں کے مہر میں غلو سے کام نہ لو" پھر فرمایا کہ،" آج کے بعد میں نہ سنوں کہ کسی نے چار سو درہم سے زیادہ مہر مقرر کیا ہے۔ جب آپ رضی اللہ منبر سے اترے تو ایک قریش کی عورت نے کہا: آپ نے اللہ کا کلام جو اس نے نازل کیا ہے نہیں پڑھا؟ انہوں نے کہا: وہ کیا ہے؟ خاتون نے کہا اللہ فرماتے ہیں:

> " اگرچہ تم نے ان میں سے کسی کو خزانہ ہی کیوں نہ دیا ہو اسے کچھ بھی واپس نہ لو"[31]۔ جب اللہ نے مہر میں خزانہ دینے کا ذکر کیا ہے تو آپؓ اس کو محدود کیسے کر سکتے ہیں؟ جب حضرت عمرؓ نے یہ سنا تو دوبارہ ممبر پر تشریف لائے اور اعلان کیا:"لوگوں میں نے حق مہر کے متعلق ۴۰۰ درہم مقرر کرنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن اب میں کہتا ہوں کہ جو شخص جتنا مہر مقرر کرنا چاہے میں اسے نہیں روکتا۔[32]

حضور اکرم ﷺ اکرم نے فرمایا: جس نے مہر کے عوض کسی عورت سے نکاح کیا اور نیت یہ رکھی کہ ادا نہیں کرے گا تو وہ زانی ہے۔[33] اور عورتوں کے مہر راضی و خوشی دے دو ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے کچھ مہر چھوڑ دیں تو اسے شوق سے خوش ہو کر کھاؤ پیو[34] نکاح کے وقت مہر مقرر کیا گیا ہو اور جماع سے قبل طلاق دے دی جائے اس صورت میں عورت کا مہر چند کپڑوں پر مشتمل ہے، جس کو "تمتع "فائدہ کہتے ہیں۔[35] مطلقہ سے حسن سلوک کا برتاؤ رکنے کی تلقین کی: اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لے آنے کا ارادہ ہی کر لو تو خواہ تم نے اسے ڈھیر سارا نہ مال کیوں نہ دیا ہو، اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لینا۔[36]

رضاعت کا معاوضہ

بچے کی پرورش کا ذمہ دار اس کا والد ہوتا ہے، جب تک بچہ دودھ پیتا رہے تو باپ بچے کی ماں کو دودھ پلانے کا خرچہ اپنی مالی حیثیت کے مطابق دیتا ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۳۳ میں ارشاد ہے:

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ[37]

"اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں۔ یہ حکم اس کے لئے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہتا ہو اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ہے کھانا ان ماؤں کا اور ان کا لباس مناسب طریقہ سے تکلیف نہیں دی جاتی کسی شخص کو مگر اس کی حیثیت کے مطابق نہ ضرر پہنچایا جائے کسی ماں کو اس کے لڑکے کے باعث اور نہ کسی باپ کو ضرر پہنچایا جائے اس کے لڑکے کے باعث، اور وارث پر بھی اسی قسم کی ذمہ داری ہے پس اگر دونوں ارادہ کرلے دودھ چھڑانے کا اپنی مرضی اور مشورہ سے تو کوئی گناہ نہیں دونوں پر اور اگر تم چاہو کہ دودھ پلواؤ دایا سے اپنی اولاد کو پھر کوئی گناہ نہیں تم پر جب کہ تم ادا کردو جو دینا ٹھرایا تھا تم نے مناسب طریقہ سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کر رہے ہو اسے دیکھنے والا ہے"

رسول اللہ ﷺ کی دایہ بی بی حلیمہ کے لیے اجرت مقرر کی گئی تھی اور نبی کریم ﷺ نے اپنے اقتدار کا دور میں اپنی رضاعی بہن کا ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور مالی و اخلاقی امداد سے نوازا۔

کسب معاش کا حق

ہادیٔ برحق ﷺ نے بعض مخصوص حالات میں عورت کو کسب معاش کی اجازت دے کر یہ بات واضح کر دی کہ عورت اپنی ہنر مندی ذہانت اور فطانت سے دوسرے کام بھی سرانجام دے سکتی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ

جو کوئی چیز مردوں نے کسب و عمل سے حاصل کی ان کو اس کا حصہ ملے گا اور جو عورتوں نے سعی و عمل سے حاصل کی ان کو اس کا حصہ ملے گا۔

خدیجہ بنت خویلد بن اسد آپ ایک کامیاب اور متمول تاجرہ کے ساتھ ساتھ مکارم اخلاق کا پیکر جمیل تھی عفت و پاکدامنی کے باعث عہد جاہلیت میں آپ طاہرہ کے لقب سے ملقب تھیں۔جب اہل مکہ کا تجارتی قافلہ بیرونِ ملک جاتا آپ کے سامان کے لدھے ہوئے اونٹ بھی اس قافلہ کے ہمراہ ہوتے جتنا سامانِ تجارت اہل قافلہ کا ہوتا اتنا ایم خدیجہ کا ہوتا آپ اپنے نمائندوں کو سامانِ تجارت دے کر روانہ کرتی جو آپ کی طرف سے کاروبار کرتے۔[38]

حضرت ابو بکر کی صاحبزادی حضرت اسماء اپنا ابتدائی حال بیان کرتی ہے کہ حضرت زبیر سے میرا بیاہ ہو گیا لیکن ان کے پاس ایک پانی لادنے والا اونٹ اور ایک گھورے کے سوانہ کوئی مال تھا نہ خادم اور نہ کوئی دوسری چیز میں خود ہی ان کی گھوڑے کو چارا ڈالتی پانی لاتی اور اس کا ڈھول بھرتی۔رسول پاک ﷺ نے حضرت زبیر کو میرے مکان سے دو میل کے فاصلہ پر ایک زمین کاشت کرنے اور فائدہ اٹھانے کے لئے دے رکھی تھی میں اس زمین سے کھجور کی گٹھلیاں لایا کرتی تھی۔[39]قیلہ نامی ایک صحابیہ نے رسول اکرم سے عرض کیا کہ میں ایک ایسی عورت ہوں جو مختلف چیزوں کو بیچتی ہوں اور خریدتی رہتی ہوں یعنی تجارت کرتی ہوں۔[40]

روایاتِ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض نے کھیتی باڑی اور تجارت اور صنعت اور حرفت میں بھی حصہ لیا۔مدینہ منورہ میں بعض انصاری عورتوں کا پیشہ کاشتکاری تھا۔حضرت عبداللہ بن مسعود کی بیوی صنعت و حرفت سے واقف تھیں۔اس کے ذریعے اپنے اور اپنے بچوں اور خاوند کے اخراجات پورے کرتی تھیں۔ایک دن حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں ایک کاریگر عورت ہوں، چیزیں تیار کر کے فروخت کرتی ہوں۔اس کے سوا میرے شوہر اور بچوں کا کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے اس لیے ان کے پاس کچھ نہیں اور دریافت کیا کہ کیا وہ ان پر خوش کر سکتی ہیں؟ آپ نے جواب دیا" ہاں تم کو اس کا اجر بھی ملے گا۔

> **يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي امْرَأَةٌ ذَاتُ صَنْعَةٍ أَبِيعُ مِنْهَا، وَلَيْسَ لِي وَلَا لِوَلَدِي وَلَا لِزَوْجِي نَفَقَةٌ غَيْرَهَا، وَقَدْ شَغَلُونِي عَنِ الصَّدَقَةِ، فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِشَيْءٍ، فَهَلْ لِي مِنْ أَجْرٍ فِيمَا أَنْفَقْتُ؟ قَالَ: فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَنْفِقِي عَلَيْهِمْ فَإِنَّ لَكِ فِي ذَلِكَ أَجْرَمَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ "[41]**

الغرض زندگی کے تمام شعبوں میں عورت کی استعداد کے مطابق اسلام نے اسے مناسب کردار ادا کرنے کی اجازت دی ہے اور اسکے حقوق و فرائض کا نہ صرف تعین بلکہ تحفظ بھی کیا ہے۔حتی کہ حالت جنگ میں بھی جنگی خدمات سرانجام دینے سے انہیں

مستثنیٰ نہیں قرار دیا بلکہ جہاد میں بھی شرکت کی مکمل آزادی دی ہے تاکہ وہ مجاہدون کو پانی پلائے اور شہیدوں اور زخمیوں کی مناسب دیکھ بھال کریں صحیح مسلم سنن ابی داؤد سنن ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں:

وَقَدْ كَانَ يَغْزُو بِهِنَّ، فَيُدَاوِينَ الْجَرْحَى، وَيُحْذَيْنَ مِنَ الْغَنِيمَةِ،[42]

کہ آنحضرت ﷺ غزوات میں خواتین کو بھی شریک کیا کرتے تھے جو زخمیوں کا علاج کرتی تھیں خواتین کو مالِ غنیمت میں سے حصہ بھی دیا جاتا تھا

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ، قَالَتْ: «غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، أَخْلُفُهُمْ فِي رِحَالِهِمْ، فَأَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ، وَأُدَاوِي الْجَرْحَى، وَ أَقُومُ عَلَى الْمَرْضَى»،[43] صحیح مسلم میں حضرت ام عطیہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی میں مجاہدین کا سامان کی حفاظت کرتی ان کے لیے کھانا تیار کرتی زخمیوں کا علاج کرتی اور مریضوں کی تیمارداری کرتی تھی۔ اسی طرح حضرت ام سلمہؓ اور بعض دیگر خوتین کے بارے میں کتب حدیث و سیرت میں یہ صراحت موجود ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کیا کرتی مجاہدین کو پانی پلاتی اور زخمیون کا علاج معالجہ کیا کرتی تھی[44]

اسلام نے عورت کی قدر و منزلت اور عزت و تکریم کے صرف دعوے ہی نہیں کیے بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں عورت کو اپنی صلاحتیں بروئے کار لانے اور انفرادی اور اجتماعی میدان میں عملی طور پر خدمات سر انجام دینے کا موقع بھی فراہم کیا یہی وجہ ہے کہ علم و عمل کا میدان ہو کہ تدبیر و سیاست اا ور جرأت و شجاعت کا یہاں تک کہ تہذیب و تمدن میں بھی عورتیں گھر کے اندر اور گھر کے باہر زندگی کے تمام شعبوں میں اپنی عملی حیثیت سے مردوں کے دوش بدوش نظر آتی ہے تو دوسری طرف مجموعہ حسنات میں حضرت خدیجہ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت صفیہ، حضرت ام سلمہ، حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضرت زینب دیکھائی دیتی ہے جنھوں نے زہد و تقویٰ نیکی اور پارسائی اور علم و عمل کے قابلِ تقلید نمونے بنا کر اقوام عالم کے روبرو اپنے آپ کو روشنی اور بصیرت کی غرض سے پیش کر دیا۔[45]

سفارشات ونتائج

1 اسلام نے عورت کے مذہبی، سماجی، معاشرتی، قانونی، آئینی، سیاسی اور انتظامی کرادر کا نہ صرف اعتراف کیا بلکہ اس کے جملہ حقوق کی ضمانت بھی فراہم کی ہے۔

2 اعتدال اور توازن ہر معاملے کی خوبصورتی ہے حقوق لینے و دینے میں معتدل رویے ہی قابِل قبول ہے۔

3 خواتین اپنے حقوق کے مطالبے میں معتدل رہے،بلاوجہ کی دھونس جمانا،حق مہر و حق وراثت کا غلط استعمال نہ کیا جائے۔اپنی خود کفیلی کو خود سری نہ بنایا جائے۔

4 مرد حضرات صنفی طور پر اللہ کی طرف سے مرد پیدا ہو گئے ہیں تو اس بناء پر مخالف صنف کا استحصال نہ کریں۔اپنے مضبوط وجود سے کما کر اپنی خواتین پر خرچ کر کے عزت کمائے حقیقی معنوں میں قوام بنے۔صرف رعب اور دبدبے کو ہی اپنی شان نہ سمجھا جائے۔

5 معاشرہ عورت کو مطلقہ اور بیوہ ہونے کی صورت میں بھی جینے کا حق دے۔پبلک و ملازمت کی جگہوں پر خواتین کو ہراساں نہ کیا جائے۔

حوالہ جات

[1]۔ مسلم،**الجامع الصحیح**،كِتَابُ الطَّلَاقِ، بَابٌ فِي الْإِيلَاءِ، **[التحريم: 4]**،رقم الحدیث:۳۱

Muslim, **al-jāmi' alṣahī**, Kitāb al̲talāq, bāb fi al'īla (al-Tahrīm:4) hadith no.31

[2]۔ ایم ایس ناز،ڈاکٹر،**اسلام میں عورت کی قیادت**،لاہور مکتبہ عالیہ،۱۹۹۴،ص:۶۲

M.S. Nāz, Doctor, Islām main 'aurat kī qiyādat,Lāhore, maktabah 'āliyah,1994. Page no.62

[3]۔ الاحزاب ۳۳:۳۳

Al- ahzāb33:33

[4]۔ لقمان ۳۱:۱۴

Luqmān 31:14

[5]۔ الاحقاف ۴۳:۱۵

Al-ahqāf 43: 15

[6]۔(جنت ماں کے قدموں تلے ہے) محمد بن سلامة بن جعفر، أبو عبد الله، **مسند الشھاب**،مؤسسة الرسالة-بيروت ،۱۹۸۶، ۱/۱۰۲

Muhammad bin salālatah bin j'afar, abū Abdullah, masnad al-shahāb, mawsasah alrisālah, beirūt, 1986, 1/102

[7]۔ ابن ماجہ،**السنن**،کتاب الادب،باب بر الوالدین،ح:۳۶۵۷،

Ibn Majah, al-Sunan ,kitāb aladab bāb bir-alwālidain, Hadith no.3257

[8]۔ مسلم ،،**الجامع الصحیح**،کتاب الْبِرِّوَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ،بَابُ بِرِّالْوَالِدَيْنِ وَ أَنَّهُمَا أَحَقُّ بِهِ،رقم الحدیث ۳۶۵۷

Muslim,Al-Jami 'ul-Sahih, Kita ul-birwalsilahwalādā, bāb bir al-walidayn, Hadith no.3657

[9]۔ بخاری،**الجامع الصحیح**،کتاب الادب،بَابٌ: عُقُوقُ الوَالِدَيْنِ مِنَ الكَبَائِرِ،ح:۵۹۷۴

Al-Bukhari, ,Al-Jami 'ul-Sahih,bāb 'aqōqul-validina min-al kabāir. Hadith no.5974

[10]۔ ابی داؤد،**السنن**،أَبْوَابُ النَّوْمِ،بَابٌ فِي فَضْلِ مَنْ عَالَ يَتِيمًارقم الحدیث:۵۱۴۷

Abīdawod, al-sunan, abvabulnvōm, bāb fī fazal man ‘ālayatīma Hadith no.5147

[11]۔ترمذی، **جامع السنن**، أَبْوَابُ الرَّضَاعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا، رقم الحدیث:۱۱۶۲

Tarimzī, al-jami, ulsunanaAbwābul- alRizā’I, bābMājā a fi Haq-il- marātialāzawjihā, Hadith no. 1162

[12]۔النساء۴:۱۹

Al-Nisā4:19

[13]۔الرازی، فخر الدین، **مفاتیح الغیب**، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۰۰، ۹/۱۵۸

Al-Rāzī, Fakh-ul-dīn, mufātīh-al-ghaib,Bayrōt, Dār-ul-kutab al-‘ilmiyah,2000, 9/158

[14]۔النساء۴:۷

Al-Nisā4:7

[15]۔النساء۴:۱۱۔۱۲

Al-Nisā4:11-12

[16]النساء۱۲:۴

Al-Nisā4:12

[17]۔النساء۴:۱۷۶

Al-Nisā4:176

[18]۔النساء۴:۱۱

Al-Nisā4:11

[19]۔مفتی شفیع، محمد، **معارف القرآن**، کراچی، ادارۃ المعارف، س۔ن، ۲/۳۹۸

Mufti, Shafi’I, Muhammad, mu’āraf-ul- Qurān, Karachi, adāra-tul-mu’ārif, sīnnōn, 2/398

[20]۔النساء۴:۲۴

Al-Nisā4:24

[21]۔عرفان خالد ڈھلوں(عورت کی مہر کی مقدار اور شرعی مہر) در کتاب: موسیٰ خاں، **اسلام میں حیثیت نسواں**، دعا پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۰۴، ص:۱۲۷

‘irfān Khalid Dhlōn,(‘ōratkimaharkimaqdāraurshar’īmahar) darkitāb: mūsākhan,islām main Hathaity Nisvan,Lahore, duā publications, 2004, page no.127

[22]۔مبارکپوری، صفی الرحمٰن، **الرحیق المختوم**، المکتبہ السلفیہ لاہور س۔ن، ص:۹۱

Mubārikpōrī, al-Rahīq al-Makhtōm,Lahore, al- maktabahul-salfiyah, sīn,nōn, page no.91

[23]۔شاہ ولی اللہ، **سید المرسلین**، حیدر روڈ راولپنڈی، س۔ن، ص۵۸

Shah valīul-allah, sayd-ulmursalīn, Rawalpindi, Haidar road, sīnnōn, page.58

[24]۔خورشید عالم گوہر، **تاجدارِ رحمت**، ریاض برادرز، س۔ن، ص:۱۰۱

Khurshīd ‘ālimghohar, tājdāryRahmat,Riāz brothers, sīn,nōn, page 101

[25]۔شاہ ولی اللہ، **سید المرسلین**، حیدر روڈ راولپنڈی، س۔ن، ص:۱۰

Shah valīul-allah, sayd-ulmursalīn, Rawalpindi, Haidar road, sīnnōn, page.10

[26]۔ سلیمان ندوی، علامہ، سید، **سیرت عائشہ**، الشمع بک ایجنسی، ص:۲۰

Sulymānnadvi, ‘ilamah, syed, sīratyAishah, al-sham’a book egensi, page no.20

[27]۔صالحیی، محمد بن یوسف، امام، **فی سیرت خیر العباد**، زاویہ پبلشر، ۹، ۲۰۱۵/ ۵۸

S□ālhyī, Muhammad bin yūsaf, amām, fi syiratkhyr-ul’ibād, Zaviyah publisher, 2015, 9/57

[28]۔وحید الدین خاں، مولانا، **خاتون اسلام**، المکتبۃ الاشرفیہ، لاہور، س۔ن، ص:۱۶۶

Vahīd-ul-dīn, Khān, mūlānā, khātūnaislām, Lahore, al-Maktabah-tu-Ashariyah,sīn,nōn, page. 166

[29]۔صالحیی، محمد بن یوسف، امام، **فی سیرت خیر العباد**، زاویہ پبلشر ۱۱۲۰۱۵/ ۵۸

S□ālhyī, Muhammad bin yūsaf, amām, fi syiratkhyr-ul’ibād, Zaviyah publisher, 2015, 11/58

[30]۔صالحیی، محمد بن یوسف، امام، **فی سیرت خیر العباد**، زاویہ پبلشر، ۲۰۱۵، ۹/ ۵۸

S□ālhyī, Muhammad bin yūsaf, amām, fi syiratkhyr-ul’ibād, Zaviyah publisher, 2015, 9/58

[31]۔النساء۴:۲۰

Al-Nisā4:20

[32]۔**بخاری، الجامع الصحیح**، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً} [النساء: 4]، البیہقی، السنن الکبری، كِتَابُ الصَّدَاقِ، بَابُ لَا وَقْتَ فِي الصَّدَاقِ كَثُرَ أَوْ قَلَّ، ح۱۴۳۳۵

Al-Bukhari, Muhammad ibnIsma'il, *Al-Jami 'al-Sahih*

[33]۔عبد الرزاق، **المصنف**، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ لَا يَنْوِي أَدَاءَ صَدَاقِهَا، ح:۱۰۴۴۳

Abdul-Razāq, al-musanif, kitāb-un-NikaH, baā al-rajulyatazuvvja-al-maratahlāyanviadāaS□adaqahā, Hadith no.10443,

[34]۔النساء۴:۴

Al-Nisā4:4

[35]۔البقرہ۲:۲۳۶

Al- Baqarah2: 236

[36]۔البقرہ۲:۲۳۷

Al- Baqarah2: 237

[37]۔البقرہ۲:۲۳۳

Al- Baqarah2: 236

[38]۔الازہری، کرم شاہ، پیر، **ضیاء النبی**، ضیاء القرآن پبلیکشنز، لاہور،

Al-azharī, karam shah, pīrZiāul-Nabī,Lahore. Ziāa-ul-Qurān, publications

[39]۔عابدہ علی، **عورت قرآن وسنت وتاریخ کے آئینے میں**، اسلامک پبلیکشنز، لاہور، س۔ن، ص:۳۲۶

‘Abidah Ali, ‘aurat Qurān Sunat Tārīkh kē āyanē main,Lāhore, Islamic publications.page. 326

[40]۔ ابن ماجہ، **السنن**، أبواب التجارات، باب السوم، ح:۲۲۰۴

IbnMajah, al-sunan,abvabul-tijārāt, bāb al-sōm, Hadith no.2204

[41]۔ احمد بن حنبل، **مسند احمد**، مُسْنَدُ الْمَكِّيِّينَ، رقم الحديث:۱۶۰۸۵

Ahmad bin Hanmbal, musnad Ahmad, musnada-al-Mukasrīn, Hadith no.16085

[42]۔ مسلم، **الجامع الصحیح**، كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ النِّسَاءِ الْغَازِيَاتِ يُرْضَخُ لَهُنَّ وَلَا يُسْهَمُ، وَالنَّهْيِ عَنْ قَتْلِ صِبْيَانِ أَهْلِ الْحَرْبِ، ح:۱۳۷

Muslim, Al-Jami 'al-Sahih,Kitab-ul-jihādwalsīr, bāb al-Nisā al-ghazyāt, Hadth no.137

[43]۔ مسلم، **الجامع الصحیح**، كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ النِّسَاءِ الْغَازِيَاتِ يُرْضَخُ لَهُنَّ وَلَا يُسْهَمُ، وَالنَّهْيِ عَنْ قَتْلِ صِبْيَانِ أَهْلِ الْحَرْبِ، ح:۱۴۲

Muslim,*Al-Jami 'al-Sahih*,Kitab-ul-jihādva-al-syīr, bāb al-Nisā al-ghazyāt, Hadth no.142

[44]۔ مسلم، **جامع الصحیح** كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ غَزْوَةِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ، ح:۱۳۵، ترمذی **الجامع الصحیح**، ابواب السیر، بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الحَرْبِ، ح:۱۵۷۵

Muslim,*Al-Jami 'al-Sahih*,Kitab-ul-jihādva-al-sīr, bābghazvatunisā' m'a al-rijāli, Hadth no.135,tarizi, aljamiul-sunan, abvabalsyir, babmājā a fi kharōj al-Nisafil-Hrabi, Hadith no.1575

[45]۔ ایم ایس ناز، ڈاکٹر، **اسلام میں عورت کی قیادت**، مکتبہ عالیہ لاہور، ۱۹۹۴، ص ۳۵

M.S. Nāz. Doctor, Islam main 'aurat kī qiyādat,Lāhore, maktabah 'āliyah,1994. Page no.35